احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

اکتوبر ۱۹۹۴ء

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۴۴-۷۹ نمبر ۲۱۸ | اتوار - ۲۵ - ربیع الثانی - ۱۴۱۵ھ '۲ - اخاء ۱۳۷۳ ہش' ۲ - اکتوبر ۱۹۹۴ء

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

نفس تین قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک نفس امّارہ ایک لوّامہ اور تیسرا مطمئنّہ پہلی حالت میں تو صُمٌّ بکمٌ ہوتا ہے۔ کچھ معلوم اور محسوس نہیں ہوتا کہ کدھر جارہا ہے۔ امّارہ جدھر چاہتا ہے لے جاتا ہے۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ کا فضل ہوتا ہے تو معرفت کی ابتدائی حالت میں لوّامہ کی حالت پیدا ہوجاتی ہے اور گناہ اور نیکی میں فرق کرنے لگتا ہے۔ گناہ سے نفرت کرتا ہے مگر پوری قدرت اور طاقت عمل کی نہیں پاتا۔ نیکی اور شیطان سے ایک قسم کا جنگ ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ کبھی یہ غالب ہوتا ہے اور کبھی مغلوب ہوتا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ حالت آجاتی ہے کہ یہ مطمئنّہ کے رنگ میں آجاتا ہے اور پھر گناہوں سے نری نفرت ہی نہیں ہوتی بلکہ گناہ کی لڑائی میں یہ فتح پالیتا ہے اور ان سے بچتا ہے اور نیکیاں اس سے بلا تکلّف صادر ہونے لگتی ہیں۔ پس اس اطمینان کی حالت پر پہنچنے کے لئے ضروری ہے کہ پہلے لوّامہ کی حالت پیدا ہو اور گناہ کی شناخت ہو۔ گناہ کی شناخت حقیقت میں بہت بڑی بات ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص ۸۱)

محترم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب مربی سلسلہ انتقال فرماگئے

○ احباب جماعت کو افسوس سے اطلاع دی جاتی ہے کہ محترم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب مربی سلسلہ مورخہ ۳۰ ستمبر ۱۹۹۴ء کو لندن کے وقت کے مطابق قریباً چار بجے شام انتقال فرماگئے۔ ان کی عمر ۵۵ سال تھی۔

موصوف قریباً تین سال سے سر میں ٹیومر کی وجہ سے بیمار تھے اس سے پہلے بھی آپریشن ہوچکا تھا۔ اب پھر دورہ ہونے پر آپریشن ہوا مگر بے ہوشی کی حالت میں اپنے خالقِ حقیقی سے جاملے۔

محترم چوہدری محمد عیسیٰ صاحب محترم چوہدری محمد یوسف صاحب (وفات یافتہ) مالوکے بھگت ضلع سیالکوٹ کے صاحبزادے تھے۔ آپ ۴۔ اپریل ۱۹۳۹ء کو پیدا ہوئے۔ جامعہ احمدیہ سے ۱۹۶۵ء میں شاہد پاس کیا۔ ایف اے تک بھی تعلیم حاصل کی۔ آپ فروری ۱۹۶۶ء سے لے کر ۱۹۸۲ء تک مختلف وقفوں میں بطور مربی سلسلہ کینیا میں تعینات رہے۔ کینیا میں ان کے والد اور دادا اس سے پہلے مقیم رہے تھے۔ ۱۹۸۲ء میں کچھ عرصہ کے لئے آپ نے مری اور اسلام آباد میں دینی خدمات سرانجام دیں۔

۲۳۔ اکتوبر ۱۹۸۲ء کو آپ عازم انگلستان ہوئے لندن اور بعض دوسری جگہوں میں خدمات دینیہ انجام دیتے رہے۔ آپ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں بھی خدمات بجالاتے رہے۔ دفتر پرائیویٹ سیکرٹری میں کام کرنے کی وجہ سے آپ حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع کے بہت قریب تھے۔

موصوف نہایت ہنس مکھ خوش مزاج اور ہردلعزیز شخص تھے۔ آپ کی تدفین برطانیہ میں ہی منگل کے روز متوقع ہے۔

احباب کرام سے آپ کی بلندی درجات کے لئے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

یہ کمال جہالت ہے کہ کسی کے پیشہ کی وجہ سے اس کے نسب پر طعن کیا جائے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

پیشوں کا قومیت سے کوئی تعلق ہی نہیں کیونکہ تمام ناجائز طریقوں سے حاصل کرنے کی نسبت ہر ایک پیشہ اعلیٰ درجہ رکھتا ہے۔ پس جو شخص کوئی ایسا پیشہ اختیار کرتا ہے جو شرعاً ممنوع نہیں۔ اس سے اس کی ذات میں کوئی خرابی نہیں ہو سکتی۔ دیکھو افغان اپنے ملک میں سب کام کرتے ہیں' کوئی جوتا بناتا ہے۔ کوئی کپڑا بنتا ہے لیکن اس سے ان کی ذات میں کوئی نقص نہیں آتا۔ اور سب کو پٹھان ہی کہتے ہیں۔ یہی حال یورپ کا ہے۔ پس جب وہاں ان پیشوں کے کرنے سے ان لوگوں کی ذات میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا تو پھر ہندوستان میں یہ نقص کیوں گنا جائے۔ اور پیشوں کی وجہ سے لوگوں کو قومیت سے جو وہ بتائیں۔ کیوں انکار کیا جائے۔ یہ کمال جہالت اور نادانی کی علامت ہے کہ کسی کے نسب پر اس لئے طعن کیا جائے کہ اس کا یا اس کے خاندان کا کسی پیشہ سے تعلق ہے۔ اگر کوئی اپنے نسب کو چھپاتا ہے تو وہ ایک گناہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ لیکن اگر وہ درست کہتا ہے اور اس کے پیشہ کی وجہ سے تسلیم نہیں کیا جاتا تو یہ بہت بری بات ہے۔ دیکھو چوری کرنا ایک گناہ ہے۔ شراب پینا اور بیچنا ایک ذلیل کام ہے اور اس لئے ذلیل ہے کہ شریعت نے اس کو گناہ قرار دیا ہے۔ لیکن رزق حلال کمانا گناہ نہیں۔ پھر وہ طریقہ کسب معاش جو اس کے کمانے کے لئے اختیار کیا جائے کیسے ذلیل کہا جاسکتا ہے۔

پس یہ لغو اور بے ہودہ بات کہنے کا کیا فائدہ کہ فلاں سید بن گیا اور فلاں پٹھان بن گیا۔ کسی کا اس سے کیا تعلق ہے اگر اس نے اپنے نسب کو بدلا تو ایک گناہ کیا جس کا جواب دہ خود ہوگا۔ دوسروں کا اس نے کیا بگاڑا ہے کہ اس کے لئے ابتلاء کا موجب بنتے ہیں۔

(از خطبہ ۱۶۔ مارچ ۱۹۱۷ء)

نکاح

○ مکرم صفی الرحمان صاحب خورشید سنوری مربی سلسلہ لکھتے ہیں۔

عزیزم افتخار الرحمان صاحب سنوری ابن مکرم لطیف الرحمان صاحب سنوری آف رومی ٹریول کراچی کا نکاح ہمراہ عزیزہ نادیہ بنت ناصر احمد قریشی صاحب آف ایسٹ لندن سے مبلغ اکاون ہزار روپے حق مہر پر مکرم خواجہ مظفر احمد صاحب مربی سلسلہ کراچی نے ۹۔ ستمبر ۹۴ء کو پڑھا۔

عزیزم افتخار الرحمان صاحب اور عزیزہ نادیہ حضرت مولوی قدرت اللہ صاحب سنوری رفیق بانی سلسلہ احمدیہ کے پڑنواسہ اور پڑنواسی ہیں اور عزیزم افتخار الرحمان محترم حکیم حفیظ الرحمان صاحب سنوری کے پوتے اور محترم چوہدری عنایت اللہ صاحب بنگوی آف ناظم آباد کراچی کے نواسے ہیں۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے۔

ضرورت ڈرائیور

○ مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کو ایک تجربہ کار ڈرائیور کی ضرورت ہے۔ خدمت دین کا جذبہ رکھنے والے افراد اپنی درخواست مکمل کوائف کے ہمراہ مکرم صدر صاحب جماعت / مکرم امیر صاحب کی تصدیق کے ساتھ مورخہ ۲۔ اکتوبر ۹۴ء تک ارسال فرمادیں۔ مورخہ ۳۔ اکتوبر بروز سوموار بعد نماز مغرب ایوان محمود ربوہ میں انٹرویو کے لئے تشریف لے آئیں۔

(معتمد مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان)

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
دو روپیہ

۲- اخاء - ۱۳۷۳ ھش ۲- اکتوبر ۱۹۹۴ء

اتفاق کی اہمیت

اگرچہ فرد معاشرہ کا ایک حصہ ہے اور وہ معاشرہ ہی میں اچھی طرح زندگی بسر کر سکتا ہے لیکن اگر وہ معاشرہ کی پرواہ نہ بھی کرے اور اپنی زندگی کو دوسروں سے کاٹ کر گزارہ کرنا چاہے تو وہ جیسے کیسے بھی ہو زندہ تو رہ سکے گا۔ کئی ایسے لوگ ہمارے سامنے آتے ہیں کہ وہ اکیلے پن کی زندگی کو ترجیح دیتے ہیں۔ نہ کسی سے کچھ لینا نہ کسی کو کچھ دینا۔ اپنے آپ میں مست۔

لیکن اجتماعی زندگی۔ جسے ہم معاشرہ کی زندگی بھی کہہ سکتے ہیں۔ اسی طرح قائم رہ سکتی ہے۔ کہ سب لوگ مل جل کر رہیں ایک دوسرے کا خیال رکھیں۔ مدد لیں بھی اور مدد دیں بھی۔ آپس میں پیار و محبت کا مظاہرہ کریں یعنی دوسروں سے پیار کریں اور دوسروں سے پیار لیں۔ اس طرح معاشرہ قائم رہ سکتا ہے۔ معاشرہ متعدد افراد سے تشکیل پانے کے باوجود ایک اکائی ہوتا ہے اور جب تک اکائی کی طرح قائم نہ ہو معاشرہ کہلانے کا مستحق نہیں ہوتا۔

اس سب کچھ کا تقاضا ہے کہ آپس میں اتفاق ہو۔ اتفاق دراصل کہتے ہی اس کو ہیں کہ لوگ ایک ساتھ جڑ کر رہیں۔ گویا یک جان ہیں۔ دل میں مخاصمت نہ ہو کینہ نہ ہو کدورت نہ ہو بلکہ پیار ہی پیار ہو۔ ایک دوسرے کو برداشت کریں۔ تحمل سے کام لیں بردباری دکھائیں۔ اول تو رنجش پیدا ہی نہ ہو اور اگر ہو جائے تو فوراً اس کا ازالہ کر لیں۔

اتفاق کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ دوسروں کی طرف دیکھ کر اور ان کے مطابق چلا جائے اور ان کو اپنے مطابق چلایا جائے۔ گاڑی کے دو پہیے ہوں اور جب تک دونوں ایک ساتھ اور ایک ہی طرح اور ایک ہی رفتار سے نہ چلیں۔ گاڑی چل ہی نہیں سکتی۔ اگر ایک پہیہ ٹھیک ٹھاک چلے اور دوسرا اٹکنے لگے تو یقیناً گاڑی چل نہ سکے گی ایک سخت چلے اور دوسرا نرم چلے تب بھی بات نہ بنے گی۔ دونوں کا ایک جیسا ہونا ضروری ہے۔ اور اس ایک جیسے ہونے ہی کو اتفاق کہتے ہیں۔

معاشرہ میں بھی اسی بات کی ضرورت ہے۔

اس وقت سب سے زیادہ اہم معاشرہ احمدیت کا معاشرہ ہے۔ ہم ایک ہیں اور ایک ہو کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ ہم ایک ایسی گاڑی ہیں جس کے پہیے ایک جیسے چلتے ہیں۔ اور یہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔ پس اس اتفاق کی ہمیں ہمیشہ ضرورت رہے گی۔ ہماری بقا اور ہماری ترقی اسی اتفاق پر مبنی ہے۔ آیئے ہم ہمیشہ اتفاق سے رہیں اور ایک مثالی معاشرہ دنیا کے سامنے پیش کریں۔ کہ اس وقت ہم ہی مثال بن سکتے ہیں۔ اور ہم نے ہی اس دنیا کی زندگی کو بہتری کی راہ دکھانی ہے۔

ہم نے ہچکولوں میں پایا ہے سکونِ زندگی
موجۂ طوفان بھی ہم کو کنارا ہو گیا
ہم وفا کیشوں کا میزانِ محبت دیکھئے
"ہم اسی کے ہو گئے ہیں جو ہمارا ہو گیا"

ابو الاقبال

بگولوں، آبلوں، خاروں کا تذکرہ نہ کرو
جنوں کی رہگزاروں کا تذکرہ نہ کرو

اُٹھا رہا ہوں سفر کی صعوبتیں تنہا
رہِ وفا میں سہاروں کا تذکرہ نہ کرو

ہمیں تو آگ بھی گلزار ہو کے ملتی ہے
ہمارے ساتھ شراروں کا تذکرہ نہ کرو

وفا کا ذکر ہی محفل میں ہو اگر مقصود
تو مجھ سے پھر مرے یاروں کا تذکرہ نہ کرو

بھنور میں ناؤ کو جب ڈال ہی دیا اُس نے
تو ناخدا سے کناروں کا تذکرہ نہ کرو

گرے ہیں آنکھ سے آنسو بھی کہکشاں کی طرح
تم آسماں کا ستاروں کا تذکرہ نہ کرو

نیا ہنر بھی ہو جو لائقِ جہاں میں کوئی
پرانے شاہسواروں کا تذکرہ نہ کرو

خزاں سے ہو گئی ویراں رَوِش رَوِش محمود
اب اس چمن میں بہاروں کا تذکرہ نہ کرو

ڈاکٹر محمود الحسن

خدا شناسی کا نہایت اعلیٰ ذریعہ دعا ہی ہے

اللہ جل شانہ فرماتا ہے کہ جس طرح زمین و آسمان کی صنعت پر غور کرنے سے سچا خدا پہچانا جاتا ہے اسی طرح دعا کی قبولیت کو دیکھنے سے خدا تعالیٰ پر یقین آتا ہے۔ پھر اگر دعا میں کوئی روحانیت نہیں اور حقیقی اور واقعی طور پر دعا پر کوئی نمایاں فیض نازل نہیں ہوتا تو کیونکر دعا خدا تعالیٰ کی شناخت کا ایسا ذریعہ ہو سکتی ہے جیسا کہ زمین و آسمان کے اجرام و اجسام ذریعہ ہیں؟ بلکہ قرآن شریف سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نہایت اعلیٰ ذریعہ خدا شناسی کا دعا ہی ہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

عبدالستار خان- مربی سلسلہ

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی

اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ایسے مخلص عشاق اور محبان کا گروہ عطا فرمایا تھا جو اپنے اخلاص فدائیت اور وفاداری میں بے مثال اور تقویٰ اللہ کے زیور سے مزین تھا۔ ان میں سے ہر ایک اپنے اپنے رنگ میں بے نظیر قابل قدر اور واجب التقلید ہے۔ ان کی زندگی کے ایمان افروز حالات و واقعات کا مطالعہ ازدیادِ ایمان اور دلوں میں پاکیزگی پیدا کرنے کا موجب ہے۔ اس پاک گروہ کے ایک درخشندہ فرد حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی ہیں۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ ۱۸۸۹ء میں لدھیانہ کے مقام پر بیعتِ اولیٰ کے موقع پر حضرت منشی اروڑا خان صاحب کپور تھلوی کے بعد بیعت کا شرف حاصل کیا اور ساری عمر اس عہد بیعت کو نہایت صدق و صفا سے نبھایا۔ حضرت منشی صاحب کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ آپ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ۳۱۳ رفقاء میں شامل ہیں جن کے متعلق حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں۔

یہ تمام (رفقاء) خصلتِ صدق و صفا رکھتے ہیں اور حسبِ مراتب جس کو اللہ بہتر جانتا ہے بعض بعض سے محبت اور انقطاع الی اللہ اور سرگرمیٔ دین میں سبقت لے گئے ہیں اللہ سب کو اپنی رضا کی راہوں پر ثابت قدم کرے۔

اس فہرست میں نویں نمبر پر آپ کا نام درج ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اپنی کتاب ازالہ اوہام میں حضرت منشی صاحب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

حِبیّ فی اللہ منشی ظفر احمد صاحب یہ جوان صالح، کم گو اور خلوص سے بھرا دقیق فہم آدمی ہے۔ استقامت کے آثار و انوار اس میں ظاہر ہیں وفاداری کی علامات و امارات اس میں پیدا ہیں ثابت شدہ صداقتوں کو خوب سمجھتا ہے اور ان سے لذت اٹھاتا ہے۔ اللہ۔ سے سچی محبت رکھتا ہے۔ اور ادب جس پر تمام مدار حصول فیض کا ہے۔ اور حسنِ ظن جو اس راہ کا مرکب ہے۔ دونوں سیرتیں ان میں پائی جاتی ہیں۔ (اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزاء عطا فرمائے)

علاوہ ازیں حضرت بانی سلسلہ کی دیگر کتب، اشتہارات اور مکتوبات میں بھی آپ کا ذکر ملتا ہے۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو یہ مبارک شرف بھی حاصل ہے کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپ کو اپنے متعدد نشانات کے پورے ہونے کے متعلق گواہ کے طور پر بھی پیش فرمایا ہے۔ مثلاً پنڈت لیکھرام کی ہلاکت سے متعلق، پادری آتھم کے متعلق، احمد بیگ کی وفات کے متعلق، شیخ نجفی کے لئے نشان ظاہر ہونے کے متعلق۔ ڈاکٹر مارٹن کلارک نے اقدام قتل کا جو مقدمہ حضرت بانی سلسلہ پر دائر کیا تھا اس میں بریّت کے متعلق وغیرہ۔

ولادت حضرت منشی ظفر احمد صاحب ۱۲۸۰ھ میں باغبان پت (انڈیا) میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تاریخی نام "انظار حسین" تھا۔ آپ کا آبائی قصبہ بڈھانہ ضلع مظفر نگر یو پی ہے سترہ سال کی عمر میں اپنا وطن چھوڑ کر کپور تھلہ آ گئے جہاں آپ کے چچا حافظ احمد اللہ صاحب قصبہ سلطان پورہ ریاست کپور تھلہ میں تحصیلدار تھے۔ ان کے اولاد نہ تھی۔ اور انہوں نے حضرت منشی صاحب کو اپنے بیٹے کے طور پر رکھا۔

ملازمت کپور تھلہ کی عدالت میں اپیل نویس مقرر ہوئے مگر اس زمانے کے مجسٹریٹ آپ سے سرشتہ داری کا کام لیتے تھے۔

جائیداد سے دست برداری آپ کے چچا حافظ احمد اللہ صاحب نے اپنی جائیداد جو بہت کثیر تھی۔ حضرت منشی صاحب کے حق میں لکھ دی تھی۔ ان کی وفات کے بعد حضرت منشی صاحب نے وہ تحریر اپنے والد شیخ محمد ابراہیم صاحب کو دکھائی۔ وہ بھی بہت نیک اور متقی انسان تھے۔ انہوں نے فرمایا۔ بیٹا تمہاری چچی ایک تو بے اولاد ہے اور پھر حافظ صاحب کی وفات کا صدمہ بھی ہے۔ اگر تم یہ جائیداد لو گے تو بیوہ کی دل شکنی ہو گی۔ حضرت منشی صاحب نے اپنے والد صاحب کی نصیحت پر عمل کرتے ہوئے وہ تحریر فوراً چاک کر دی اور تمام جائیداد پر اپنی چچی کا دخل کرا دیا اور چچی کی وفات کے بعد وہ جائیداد ان کے ورثاء کو ملی اور حضرت منشی صاحب نے اس جائیداد سے کچھ بھی حصہ نہ لیا۔

معزز خاندان آپ کا خاندان دینداری۔ نیکی اور شرافت میں بہت مشہور تھا۔ قرآن کریم حفظ کرنے کا آپ کے افرادِ خاندان کو بہت شوق تھا۔ حضرت منشی صاحب کے والد، دادا، پردادا، اسی طرح آپ کے تین بھائی حافظِ قرآن تھے۔ اگرچہ خود منشی صاحب حافظ تو نہ تھے مگر قرآنِ کریم خوب یاد تھا۔ اور حافظے کی مدد سے ہر مضمون کی آیت پڑھ لیتے تھے۔

حضرت بانی سلسلہ سے تعلقات کی ابتداء اور بیعت حضرت منشی ظفر احمد صاحب کو اولاً ۱۸۸۲ء میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی ذاتِ بابرکات کا علم ہوا جبکہ آپ کی عمر ۱۸/۲۰ سال تھی۔ اپنے خاندان کے ایک معزز فرد ولی اللہ صاحب کے ذریعہ آپ کو براہین احمدیہ کی دو جلدیں ملیں جو آپ نے خود بھی پڑھیں اور اپنے دوستوں منشی اروڑا خان صاحب اور محمد خان صاحب کو بھی پڑھائیں۔ اس کتاب میں ایسی کشش اور جذب تھا کہ ان احباب کی عقیدت حضرت صاحب سے نادیدہ بڑھتی گئی۔ جب اس کتاب کی تیسری اور چوتھی جلد شائع ہوئی تو اس سے ان کے دلوں میں ایک شمع روشن ہو گئی اور حضرت منشی ظفر صاحب نے کپور تھلہ میں اس کا باقاعدہ درس دینا شروع کر دیا۔ حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی (رفیق حضرت بانی سلسلہ اور ایڈیٹر اخبار الحکم) کی تحقیق کے مطابق یہ دنیا بھر میں براہینِ احمدیہ کا پہلا درس تھا۔ جو حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے شروع کیا۔ نہ صرف اسی پر اکتفاء کیا بلکہ حضرت صاحب کے ساتھ براہِ راست تعلق بھی پیدا کر لیا۔

اس کے بعد ایسا اتفاق ہوا کہ حضرت منشی صاحب اپنے کسی رشتہ دار کو ملنے جالندھر گئے تو حضرت صاحب بھی کسی سفر کے دوران جالندھر ٹھہرے اور وہاں حضرت صاحب سے حضرت منشی صاحب کی پہلی ملاقات ہوئی اور حضرت منشی صاحب کے دل میں حضرت صاحب کی محبت اور عقیدت انتہائی درجہ کی پیدا ہو گئی اس کے بعد آپ کی قادیان آمدو رفت کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ ۱۸۸۴ء۔ ۱۸۸۵ء کے قریب کا واقعہ ہے۔ حضرت منشی صاحب نے بہت دفعہ حضرت صاحب سے عرض کیا کہ بیعت لے لیں لیکن حضرت صاحب انکار فرماتے رہے کہ مجھے حکم نہیں۔ جب لدھیانہ میں حضرت صاحب نے بیعت کا اعلان فرمایا تو حضرت صاحب نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب حضرت منشی اروڑا خان صاحب اور حضرت محمد خان صاحب کے نام ایک خط لکھا کہ آپ بیعت کے لئے کہا کرتے تھے۔ اب مجھے اذنِ الٰہی ہو چکا ہے۔ اس خط کے مطابق مذکورہ احباب نے لدھیانہ پہنچ کر بیعت کرنے کی سعادت حاصل کر لی۔

حضرت منشی صاحب کو زُودنویسی کا خاص ملکہ حاصل تھا اور خط بھی بہت پاکیزہ تھا۔ اور یہ بات حضرت صاحب کے قُرب کا باعث تھی۔ زُودنویسی کی بدولت آپ کو بہت سی خدمات کا موقع ملا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الاول (جو اس وقت مولانا نور الدین تھے) نے ایک دفعہ فرمایا کہ مجھے آپ پر رشک آتا ہے کیونکہ آپ کا زُود نویس ہونا بھی حضرت صاحب کے قُرب کا باعث ہے۔

ہم اور آپ کوئی دو ہیں ایک دفعہ قادیان میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے خطوط کے جوابات دینے پر حضرت منشی ظفر احمد صاحب مامور تھے۔ حضرت صاحب ہر روز کی ڈاک آپ کو دے دیتے۔ آپ خطوط کو کھولتے اور پڑھ کر ان کا خلاصہ حضرت صاحب کو سنا دیتے۔ اور جو جواب لکھواتے وہ لکھ کر بھیج دیتے۔ ایک دن ڈاک میں ایک خط آیا جس پر لکھا ہوا تھا کہ اس خط کو حضرت (بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کے سوائے کوئی نہ کھولے۔ حضرت منشی صاحب نے خط کھولے بغیر حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کر دیا۔ حضرت صاحب نے دریافت فرمایا۔ منشی صاحب کیا ہے؟ آپ نے عرض کیا کہ اس خط پر تحریر ہے کہ اس خط کو سوائے حضرت صاحب کے کوئی نہ کھولے اس لئے آپ خود ہی اس کو کھول کر پڑھیں۔ حضرت صاحب نے خط حضرت منشی صاحب کو واپس دیتے ہوئے فرمایا۔ منشی صاحب آپ ہی اس کو پڑھیں "ہم اور آپ کوئی دو ہیں" بعد میں جب یہ واقعہ حضرت منشی صاحب اپنے دوستوں کو سناتے تو رونے لگ جاتے۔ فرماتے کہاں خدا کا پیارا.... اور کہاں یہ گناہ گار اور نوازش ہے کہ مجھے فرمایا ہم اور آپ کوئی دو ہیں۔

پدرانہ شفقت ۱۹ سال کی عمر میں حضرت منشی صاحب حضرت صاحب کی غلامی میں داخل ہوئے۔ بچوں کی طرح حضرت صاحب کے دامنِ تربیت میں پرورش پائی۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت صاحب سے جو تعلق تھا اس میں ناز و نیاز کا عجیب امتزاج تھا آپ فرمایا کرتے تھے کہ ہم حضرت صاحب کے ادنیٰ خادم تھے مگر ہمارا معاملہ حضرت صاحب سے بے تکلف دوستوں کا سا بھی ہوتا تھا۔ گورداسپور کا مقام ہے، بارش ہو رہی ہے ضروری کاموں کی انجام دہی کے بعد بہت رات گئے حضرت منشی ظفر احمد صاحب آتے ہیں حضرت صاحب ایک کمرہ میں مع چند خدام فروکش ہیں۔ سب سو رہے ہیں کوئی چارپائی خالی نہیں۔ حضرت صاحب اپنی چارپائی تھپک کر فرماتے ہیں۔ یہاں آ جاؤ اور پھر اپنا لحاف مبارک بھی حضرت منشی صاحب پر ڈال دیتے ہیں۔ اللہ! اللہ کیا ہی خوش نصیب تھے حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے آپ کے متعلق دقیق فہم کا لفظ لکھا ہے آپ کی زندگی کے بے شمار واقعات اس

نسیم سیفی

میری شاعری

غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے محترم مولوی عبدالرحمان صاحب انور اسسٹنٹ پرائیویٹ سیکرٹری حضرت امام جماعت الثالث کی طرف سے نوٹ ملا کہ حضرت صاحب نے فرمایا ہے کہ عشاء کے بعد بیاض لے کر آ جائیں۔ اس سے پہلے بھی کئی دفعہ اس قسم کے نوٹ ملے تھے کبھی صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب کی طرف سے نوٹ ملتا تھا کہ ابا نے بلایا ہے۔ عشاء کے بعد اپنی بیاض لے کر آ جایئے۔

اس دفعہ جو نوٹ ملا اس کی تعمیل میں جب میں حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو میں نے دیکھا کہ وہاں چوہدری محمد علی صاحب مضطر سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج بھی موجود تھے۔ کچھ دیر اردو زبان کی نظمیں سنائی جاتی رہیں اور پھر اچانک محترم چوہدری محمد علی صاحب نے پنجابی کی ایک نظم حضرت صاحب کی خدمت میں پیش کی۔ میں یہ نظم سن رہا تھا اور اپنی ذات میں کسی حد تک ندامت محسوس کر رہا تھا کہ پنجاب میں پیدا ہوا مادری زبان پنجابی ہے اور آج تک کبھی پنجابی زبان میں ایک شعر بھی کہنے کا موقعہ نہیں ملا چنانچہ جب یہ نشست برخاست ہوئی تو گھر واپس آکر سب سے پہلے میں نے یہ کام کیا کہ ایک پنجابی زبان میں غزل کہہ دی۔ اس کے بعد کئی اور غزلیں اور نظمیں کہنے کا موقعہ ملا۔ محترم مولانا ابوالعطا صاحب نے بیت اقصیٰ میں ایک نعتیہ مشاعرے کا انعقاد کیا تو وہاں ایک اردو کی بلینک ورس سنانے کے بعد میں نے نعتیہ پنجابی نظم پیش کی میں یہ سمجھتا ہوں کہ میری یہ نعتیہ پنجابی نظم شائد میری اردو نظم سے بھی بہت زیادہ پسند کی گئی۔

اسی طرح صبح سیر کو جاتے ہوئے۔ جس میں محترم مولانا ابوالعطا صاحب، محترم مسعود احمد صاحب دہلوی، محترم صوفی بشارت الرحمان صاحب اور محترم صوفی خدا بخش صاحب زیروی اور خاکسار ہوتے تھے۔ راستے میں کھیتوں کے پاس ایک چھوٹی سی بچی بیٹھی ٹھٹھر رہی تھی تو محترم مولانا صاحب نے اس سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ اسی وقت میرے دل میں یہ بات آئی کہ میں اگلے روز اس بچی پر ایک نظم محترم مولانا صاحب کو سناؤں گا۔ چنانچہ اگلے روز میں نے ایک نظم جس کا ایک مصرعہ یہ تھا۔

میں ہار کے راہ وچ بہ گئی آں

مولوی صاحب اور دیگر دوستوں کو سنائی اور وہ بہت خوش ہوئے اس کے علاوہ بھی مجھے دس پندرہ کے قریب پنجابی میں نظمیں کہنے کا موقعہ ملا ہے اگرچہ میں عام طور پر پنجابی نظم نہیں کہتا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ دس پندرہ نظمیں جو میں نے پنجابی میں کہی ہیں یہی میری پنجابی نظموں کی نمائندگی کرتی ہیں۔

بیس سال نائیجریا میں قیام کرنے کے باوجود اور انگریزی لکھنے بولنے اور پڑھنے کے باوجود کبھی انگریزی میں نظم کہنے کا موقعہ نہیں ملا تھا سوائے تین چار نظموں کے ایک دو نظمیں تو ایسی تھیں جو میں نے جبکہ میں ایک لمبے عرصے تک وہاں بیمار رہا۔ اپنے عیادت کرنے والے دوست کے متعلق جو معمر تھے اور اکیلے تھے۔ ان کی شادی کے متعلق مزاحیہ نظمیں لکھیں۔ اس کے بعد میں نے اپنی بیماری کے متعلق ایک نظم لکھی کہ "رات آتی ہے تو گزرنے میں نہیں آتی اور جب صبح طلوع ہوتی ہے تو ایسا لگتا ہے کہ ایک اور دن مصائب کا شروع ہو گیا ہے" اسی طرح ایک دو اور نظمیں لکھیں گویا کہ سارے بیس سال کے عرصہ میں زیادہ سے زیادہ چار پانچ نظمیں انگریزی زبان میں کہی ہوں گی۔

وہاں سے واپس آگیا۔ یہاں دفاتر میں دس بارہ سال کام کرنے کے بعد حضرت امام جماعت الثالث نے ایک دفعہ پھر سیرالیون (مغربی افریقہ) جانے کا ارشاد فرمایا تو میں نے سوچا کہ انگریزی بولنے والوں کے درمیان رہتے ہوئے انگریزی میں شاعری نہ کی جائے تو شائد کچھ اچھا نہیں لگتا۔ اردو میں تو میں نے نائیجریا میں شاعری کی ہی نہیں تھی صرف چند ایک نظمیں تھیں اب مجھے یہ خیال بڑی شدت سے آیا کہ میں سیرالیون میں قیام کے دوران انگریزی زبان میں نظمیں کہوں گا۔ چنانچہ ادھر میں جہاز میں سوار ہوا اور ادھر میں نے ایک نظم کہنی شروع کر دی۔ وہاں جا کر کچھ عرصہ پھر بالکل خاموشی رہی حتیٰ کہ ہمارے ایمبیسیڈر جن کا قیام غانا تھا ان کے فسٹ سیکرٹری سیرالیون آئے قائداعظم محمد علی جناح کی صد سالہ برسی کا پروگرام تیار کیا جانا تھا مجھے اور ایک دو اور دوستوں کو ساتھ لے کر وہ حکومت کے تمام دفاتر میں گئے اور دیگر عمائدین سے بھی ملے۔ دو تین دن ان کے ساتھ گھومنے پھرنے کے بعد وہ کہنے لگے کہ آج سارے پاکستانیوں کو اکٹھا کریں۔ ہوٹل میں بیٹھ کر کھانا کھائیں گے اور باتیں کریں گے۔ کھانا کھانے کے بعد جب باتیں ہونے

باقی صفحہ ۶ پر

A WALL

'Tis You who put me on this track
'Tis You who caused my tears to flow
I run my race and win the prize
My pearls reflect a heavenly glow

For price and praise of words and deeds
I look to none for none can know
What's there behind the things I do
What makes me sit and stand and go

They see the shell and show the pride
As if they know the depth of seas
I wish that they could understand
That flies are flies and bees are bees

I do not blame an X or Y
I do not talk of good or bad
But sure it is that some are there
Whose deeds will make them mighty sad

They talk of things they do not know
They cannot trace the track of truth
They hide their face behind a mask
And think their path is straight and smooth

My Lord and God, I trust in You
You be a wall between them and me
They throw the stones and sticks of blames
You know whate'er the truth can be.

ایک دیوار

تونے ہی مجھے اس راستے پر ڈالا تھا
اور تو ہی میرے آنسوؤں کے بہنے کا سبب بنا
میں اپنی دوڑ دوڑتا ہوں
اور جیت جاتا ہوں
انعام حاصل کرتا ہوں
میرے موتی ایک آسمانی جھلملاہٹ منعکس کرتے ہیں
میرے الفاظ اور میرے اعمال کی قیمت
اور ان کی جو تعریف کی جاتی ہے
ان کے لئے میں تیرے سوا کسی اور کی طرف نہیں دیکھتا
کیونکہ یہ تو کوئی بھی جان نہیں سکتا
کہ جو کچھ میں کرتا ہوں اس کا پس منظر کیا ہے
وہ کون سی بات ہے
جو مجھے بیٹھنے پر یا کھڑا ہونے پر یا آگے بڑھنے پر آمادہ کرتی ہے
وہ تو صرف چھلکا دیکھتے ہیں
اور فخریہ طور پر بیان کرتے ہیں
گویا کہ انہیں سمندروں کی گہرائی تک کا علم ہے
میری خواہش ہے
کہ وہ اس بات کو سمجھ سکیں کہ عام مکھیوں اور شہد کی مکھیوں میں فرق ہوتا ہے
میں کسی زید یا بکر کو الزام نہیں دیتا
میں کسی اچھائی یا برائی کا ذکر نہیں کرتا
لیکن یہ بات یقین کے ساتھ کہی جاسکتی ہے
کہ کچھ لوگ ایسے ہیں
جن کے اعمال انہیں انتہائی طور پر افسردہ کریں گے
وہ ایسی باتوں کا ذکر کرتے ہیں۔ جنہیں وہ جانتے نہیں
وہ سچائی کا راستہ معلوم نہیں کر سکتے
وہ اپنے چہروں کو ایک خول کے پیچھے چھپا لیتے ہیں
اور سمجھتے ہیں کہ ان کا راستہ سیدھا ہے اور صاف ہے
میرے مولا اور میرے خدا
میں تو اپنا تمام تر اعتماد تجھی میں رکھتا ہوں
تو میرے اور ان لوگوں کے درمیان ایک دیوار بن جا
وہ مجھ پر الزامات کے پتھر اور چھڑیاں پھینکتے ہیں
صرف تو جانتا ہے کہ سچائی کیا ہے

خدا تعالیٰ نے عباد الرحمٰن کی ایک تعریف یہ فرمائی ہے کہ (-) جب وہ انفاق یعنی خرچ کرتے ہیں تو یہ دو باتیں ان کے مدنظر ہوتی ہیں اول یہ کہ (-) خرچ کرنے میں اسراف نہیں کرتے دوئم (-) بخل نہیں کرتے۔ مال کو جمع نہیں کرتے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

کے مطابق ہیں۔ اس سلسلہ میں صرف ایک چھوٹا سا دلچسپ واقعہ پیشِ خدمت ہے۔ کرم دین نے جو استغاثہ حضرت صاحب کے خلاف عدالت میں دائر کیا تھا اس میں حضرت منشی صاحب بطور گواہِ صفائی پیش ہوئے۔ کرم دین نے بڑی طویل جرح کرنی چاہی لیکن چند جوابوں میں وہ جرح پلٹ کر رہ گئی بعدش عدالت نے از خود حضرت منشی صاحب سے سوال کیا کہ آیا آپ مرزا صاحب پر اپنا جان و مال قربان کرسکتے ہیں تو حضرت منشی صاحب نے فوراً بھانپ لیا کہ سوال کا مقصد شہادت کو جانبدار کر[illegible]پ نے بلا تأمّل جواب دیا کہ میں نے تو اپنی جان و مال کی حفاظت کے لئے حضرت صاحب کی بیعت کی ہے حضرت منشی صاحب فرمایا کرتے تھے کہ میرا یہ جواب سن کر اس نے دانتوں میں قلم لے لیا بات وہی ہے مگر طرزِ ادا بدلنے سے اعتراض کا پہلو جاتا رہا۔

بے نظیر اخلاص و ایثار لدھیانہ میں ایک دفعہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو ایک اشتہار چھپوانے کے لئے ۶۰ روپے کی ضرورت پیش آئی تو حضرت صاحب نے اس کا ذکر حضرت منشی ظفر احمد صاحب سے کیا اور فرمایا کیا آپ کی جماعت اس رقم کا انتظام کر دے گی۔ حضرت منشی صاحب نے عرض کی اگر اللہ نے چاہا تو ضرور کر دے گی۔ چنانچہ آپ کپور تھلہ گئے اور جماعت کے کسی فرد کو ذکر کرنے کے بغیر اپنی بیوی کا زیور فروخت کرکے ساٹھ روپے وصول کئے اور حضرت صاحب کی خدمت میں لا کر پیش کر دیئے۔ حضرت صاحب بہت خوش ہوئے۔ چند دنوں بعد حضرت منشی اروڑا خان صاحب لدھیانہ تشریف لائے تو حضرت صاحب نے ان سے خوشی کے لہجہ میں ذکر فرمایا کہ "منشی صاحب اس وقت آپ کی جماعت نے بڑی ضرورت کے وقت امداد کی۔ حضرت منشی اروڑا خان نے حیران ہو کر پوچھا" حضرت کون سی امداد؟ مجھے تو پتہ ہی نہیں؟ حضرت صاحب نے فرمایا یہی جو منشی ظفر احمد صاحب جماعت کپور تھلہ کی طرف سے ساٹھ روپے لائے تھے۔ حضرت منشی اروڑا خان صاحب نے عرض کی کہ منشی ظفر احمد صاحب نے نہ تو مجھ سے اس کا ذکر کیا ہے اور نہ ہی جماعت کپور تھلہ کے کسی دوست سے۔ اس کے بعد حضرت منشی اروڑے خان صاحب حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے پاس آئے اور سخت ناراضگی کا اظہار کیا کہ ہمیں کیوں اس نیکی سے محروم رکھا۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب نے فرمایا تھوڑی سی رقم تھی۔ میں نے بیوی کے زیور سے پوری کردی اس میں ناراضگی کی کون سی بات ہے لیکن اس کے باوجود حضرت منشی اروڑا خان صاحب ایک عرصہ تک حضرت منشی ظفر احمد صاحب سے ناراض رہے کہ کیوں مجھے بھی اس نیکی میں شریک نہ کیا گیا؟

یہ وہ عشّاق کا گروہ تھا جو روحانی آسمان پر ستارے بن کر چمکا۔

قبولیّتِ دعا کا اعجازی واقعہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ منشی ظفر احمد صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں اور منشی اروڑے خان صاحب اکٹھے قادیان میں آئے ہوئے تھے اور سخت گرمی کا موسم تھا اور چند دن سے بارش رکی ہوئی تھی۔ جب ہم قادیان سے روانہ ہونے لگے اور حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت میں سلام کے لئے حاضر ہوئے تو منشی اروڑا خان صاحب نے حضرت صاحب سے عرض کیا "حضرت گرمی بڑی سخت ہے دعا کریں کہ ایسی بارش ہو کہ بس اوپر بھی پانی اور نیچے بھی پانی ہو" حضرت صاحب نے مسکراتے ہوئے فرمایا "اچھا اوپر بھی پانی ہو اور نیچے بھی پانی ہو" مگر ساتھ ہی میں نے ہنس کر عرض کیا کہ حضرت یہ دعا انہی کے لئے کریں میرے لئے نہ کریں اس پر حضرت صاحب پھر مسکرا دیئے اور ہمیں دعا کر کے رخصت کیا۔ منشی صاحب فرماتے تھے کہ اس وقت مَطلع بالکل صاف تھا اور آسمان پر بادل کا نام و نشان تک نہ تھا۔ مگر ابھی ہم بٹالہ کے رستہ میں یکہ میں بیٹھ کر تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ سامنے سے ایک بادل اٹھا اور دیکھتے ہی دیکھتے آسمان پر چھا گیا اور پھر اس زور کی بارش ہوئی کہ راستے کے کناروں پر مٹی اٹھانے کی وجہ سے جو خندقیں بنی ہوئی تھیں وہ پانی سے لبالب بھر گئیں اس کے بعد ہمارا یکہ جو ایک طرف کی خندق کے پاس چل رہا تھا یک لخت الٹا اور اتفاق ایسا ہوا کہ منشی اروڑے خان صاحب خندق کی طرف کو گر پڑے اور میں اونچے راستہ کی طرف گرا۔ جس کی وجہ سے منشی صاحب کے اوپر اور نیچے پانی ہی پانی ہو گیا۔ اور میں بیچ میں رہا چونکہ خدا کے فضل سے چوٹ کسی کو بھی نہیں آئی تھی۔ میں نے منشی اروڑے صاحب کو اوپر اٹھاتے ہوئے ہنس کر کہا "لو اوپر اور نیچے پانی کی اور دعائیں کرا لو" اور پھر ہم حضرت صاحب کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے آگے روانہ ہو گئے۔

(.......احمد جلد چہارم ۶۶-۶۵)

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کی صحبت سے تربیت یافتہ یہ بزرگ تقویٰ اور دیانت و امانت کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ ایک مرتبہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ لدھیانہ جا رہے تھے کرتار پور سے حضرت منشی اروڑے خان صاحب حضرت محمد خان صاحب اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب بھی اسی ریل سے سوار ہو گئے۔ حضرت صاحب انٹر کے درجے میں تھے۔ اتفاق سے یہ تینوں بزرگ وہیں جا بیٹھے ان کے پاس تیسرے درجے کا ٹکٹ تھا۔ حضرت صاحب نے پوچھا آپ کے پاس ٹکٹ کون سے درجے کا ہے۔ انہوں نے کہا سوئم درجے کے ہیں۔ آپ نے فرمایا انٹر کا کرایہ جا کر ادا کر دینا۔ چنانچہ جب اسٹیشن پر انہوں نے وہ زائد پیسے دیئے تو سٹیشن ماسٹر صاحب نے جو ان کا واقف تھا لینے سے انکار کر دیا کہ معمولی بات ہے۔ مگر حضرت منشی اروڑے خان صاحب نے فرمایا کہ ہمارے مُرشد کا حکم ہے اس لئے ہم نے ضرور یہ پیسے ادا کرنے ہیں۔ چنانچہ پیسے ادا کئے گئے۔ جس سے سٹیشن ماسٹر ان بزرگوں کی امانت و دیانت اور تقویٰ اور اپنے مُرشد کی اطاعت گزاری سے حد درجہ متاثر ہوا۔

بیماری حضرت منشی ظفر احمد صاحب دسمبر ۱۹۳۷ء میں بیمار ہوئے تو حضرت امام جماعت احمدیہ الثّانی نے آپ کے فرزند حضرت شیخ محمد احمد صاحب مظہر ایڈووکیٹ کو اپنے قلم مبارک سے ایک مکتوب لکھا جس میں فرمایا کہ منشی صاحب کی بیماری سے افسوس ہوا۔ آپ یہ کام ضرور کریں کہ بار بار پوچھ کر ان سے ایک کاپی میں سب روایات حضرت (بانی سلسلہ) کے متعلق لکھوا لیں۔

چنانچہ حضرت شیخ صاحب نے اس ارشاد کی تعمیل میں اپنے والد بزرگوار کی قریباً سوا سو نہایت رُوح پرور روایات قلمبند کیں۔ اس سلسلہ کی آخری روایت یہ تھی۔

"حضرت صاحب میں یہ ایک خاص بات ہم نے دیکھی کہ اگر معترض کے پاس اعتراض کرنے کے لئے کافی الفاظ نہ ہوتے تو آپ اس کو اظہارِ مدّعا میں مدد دیتے تھے حتیٰ کہ معترض سمجھتا کہ اب جواب نہیں ہو سکے گا۔ پھر حضرت صاحب جب جواب دیتے تو سماں بندھ جاتا۔ یہ ایمان افروز روایات...... احمد چہارم میں شائع ہو چکی ہیں۔

وفات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا یہ فدائی اور مخلص رفیق جو پیکرِ صدق و صفا تھا چند روز بیمار رہ کر اپنے وطن میں بعمر ۷۹ سال ۲۰ اگست ۱۹۴۱ء کو صبح ساڑھے چھ بجے کے قریب وفات پاکر اپنے محبوبِ حقیقی کے قدموں میں جا پہنچا۔ اسی روز آپ کی نعشِ مبارک قادیان لائی گئی بعد نماز مغرب حضرت مولوی شیر علی صاحب (رفیق حضرت بانی سلسلہ) نے ایک کثیر مجمع کے ساتھ نماز جنازہ پڑھائی۔ اور قطعہ خاص (رفقاء) میں تدفین عمل میں آئی۔ اس روز ہر آنکھ اشکبار اور دل غمگین تھا۔ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے اس روز اکثر لوگوں کی زبان سے یہ شعر سنا اور واقعی اس موقعہ کے لحاظ سے یہ نہایت عمدہ شعر تھا۔

عُروسی بوَد نوبتِ ماتمت
اگر برنکوئی شوَد خاتمت

یعنی اگر تیری وفات نیکی اور تقویٰ پر ہوئی ہے تو پھر یہ وفات ماتم کا رنگ نہیں رکھتی بلکہ گویا یہ ایک شادی کا رنگ رکھتی ہے۔

حضرت میاں صاحب فرماتے ہیں یہ شعر منشی ظفر احمد صاحب کی تدفین کے وقت میرے کانوں میں چاروں طرف سے پہنچا اور میرے دل نے کہا سچ ہے کہ موت ایک عجیب و غریب پردہ ہے جس کے ایک طرف جدا ہونے والے کے دوست اور اعزّہ اپنے فوت ہونے والے عزیز کی عارضی جدائی پر غم کے آنسو بہاتے ہیں اور دوسری طرف سے گزرے ہوئے پاک لوگ اور خدا کے مقدس فرشتے بلکہ خود خدائے قدوس آنیوالی روح کی خوشی میں ایک عروسی جشن کا نظارہ دیکھتے ہیں۔ اللہ! اللہ یہ کیسا عجیب منظر ہے کہ ایک طرف صفِ ماتم ہے اور دوسری جشن شادی (-) حضرت منشی صاحب کی وفات ایسے حالات میں ہوئی ہے جو ہر (صاحبِ ایمان) کے لئے باعثِ رشک ہونی چاہئے اور اس میں کیا شبہ ہے کہ منشی صاحب کی زندگی اور موت دونوں نے خدا کی خاص الخاص برکت سے حصہ پایا۔

حضرت امام جماعت احمدیہ الثّانی کو حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپور تھلوی کی المناک وفات کی اطلاع ڈلہوزی میں ملی حضرت صاحب نے دلی دکھ محسوس کیا اور قادیان کے لئے رختِ سفر باندھا۔ لیکن یہاں پہنچنے سے قبل ڈاکٹری ہدایات کے مطابق حضرت منشی صاحب کا جنازہ اور تدفین ہو چکی تھی۔ ۲۲۔ اگست کو جمعہ تھا۔ حضرت صاحب نے خطبہ میں حضرت منشی صاحب کی وفات پر اظہار خیال کرتے ہوئے فرمایا۔

"میں سمجھتا ہوں کہ لوگوں کو احساس ہونا چاہئے کہ وہ لوگ جو حضرت (بانی سلسلہ) کے دعویٰ کے ابتدائی ایام میں آپ پر ایمان لائے۔ آپ سے تعلق پیدا کیا اور ہر قسم کی قربانیاں کرتے ہوئے اس راہ میں انہوں نے ہزاروں مصیبتیں اور تکلیفیں برداشت کیں۔ ان کی وفات جماعت کے لئے کوئی معمولی صدمہ نہیں ہوتا۔ میرے نزدیک ایک (صاحبِ ایمان) کو اپنے بیوی بچوں اپنے باپ اپنی ماں اور اپنے بھائیوں کی وفات سے ان لوگوں کی وفات کا بہت زیادہ صدمہ ہونا چاہئے اور یہ واقعہ ایسا ہے کہ دل اس کا تصوّر کرکے سخت دردمند ہوتا ہے کیونکہ منشی ظفر احمد صاحب ان آدمیوں میں سے آخری آدمی تھے جو حضرت (بانی سلسلہ) کے ساتھ ابتدائی ایام میں رہے"۔ ازاں بعد حضرت صاحب نے ابتدائی رفقاء میں سے حضرت منشی صاحب

باقی صفحہ ۷ پر

بین المملکتی حالات - واقعات - شخصیات

بھارت میں طاعون سے دیگر ممالک کو پریشانی

جنوبی کوریا اور ہانگ کانگ میں بھارت سے آنے والے مسافروں کو چیک کیا جارہا ہے کہ کہیں ان میں طاعون کے جراثیم تو نہیں ہیں۔ اس سے پہلے امریکہ کے بارے میں پتہ چلا تھا کہ اس نے بھارت سے آنے والے مسافروں کی چیکنگ کا کام شروع کر دیا ہے۔

مغربی بھارت کے شہر سورت میں جو بیس لاکھ کی آبادی کا شہر ہے طاعون پھوٹنے سے سرکاری طور پر ٧٥۔ افراد ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ غیر سرکاری اعداد و شمار اس سے کہیں زیادہ ہیں۔

تاہم بھارتی حکام کا کہنا ہے کہ اب یہ بیماری قابو میں آگئی ہے۔

جنوبی کوریا نے ایئرپورٹ اور ملک میں داخلے کے دیگر مقامات پر سخت طبی چیکنگ کا کام شروع کر دیا ہے۔ بھارت سے آنے والے بھارتی یا غیر ملکی جو بھارت سے ہو کر آ رہے ہیں۔ ان کی سخت طبی چیکنگ کی جا رہی ہے۔

ہانگ کانگ کے محکمہ صحت نے اپنے ایک ہنگامی اجلاس میں اپنے شہریوں کو بھارت کے متاثرہ علاقے میں جانے سے منع کر دیا ہے نیز بھارت سے آنے والوں کی طبی نگرانی کے انتظامات کئے گئے ہیں۔ ہانگ کانگ کے محکمہ صحت کے ایک افسر نے بتایا ہے کہ ١٩٢٩ء کے بعد سے ہانگ کانگ میں طاعون کا کوئی کیس نہیں ہوا۔

امریکہ میں کسی بھارتی مسافر کو آنے سے روکا تو نہیں جا رہا لیکن متاثرہ علاقے سے آنے والے بھارتی باشندے کو ایک کارڈ دیا جاتا ہے کہ اگر اسے بخار ہو جائے تو وہ فوری طور پر متعلقہ کارڈ پر درج ڈاکٹر سے رجوع کر سکتا ہے۔

متحدہ عرب امارات نے جہاں پر بھارتی باشندوں کی بڑی تعداد کام کر رہی ہے' اعلان کیا ہے کہ وہ طاعون سے بچاؤ کے اقدامات کر رہا ہے۔

بھارت کے ہمسایہ ملک بنگلہ دیش میں حکام نے ڈھاکہ میں بتایا ہے کہ سرحدوں پر طاعون سے حفاظت کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں اور مغربی بھارت سے آنے والوں کے طبی معائنے کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں۔

☆○☆

سعودی عرب کے مسائل

اگرچہ سعودی عرب کی حکومت اور عوام دنیا کے سب سے بڑے مصدقہ تیل کے ذخیرے پر بیٹھے ہیں اس کے باوجود حالیہ چند برسوں میں سعودیوں کو مالی مسائل پیش آ رہے ہیں۔ ان مسائل کی وجوہات ماہرین کے مطابق تیل کی گرتی ہوئی قیمتیں' خلیج کی جنگ پر اٹھنے والے بھاری اخراجات' امریکی ڈالر کی کمزوری' اور شاہی خاندان کی بے پناہ فضول پیسہ خرچ کرنے کی عادات ہیں۔

امریکی وزیر خزانہ لائیڈ بینٹسن سعودی عرب کا دورہ کر کے اس کے انہی مسائل میں مدد کرنے آ رہے ہیں۔ ان کے دورے کا مقصد سعودی عرب کو امریکی تائید و حمایت کا یقین دلانا ہے خصوصاً ہمسایہ ملک یمن میں خانہ جنگی کے اختتام پر اپنی حمایت کا اعادہ کرنا ہے۔

امریکہ کے صدر نے اپنے پیغام میں سعودی عرب کو کہا ہے "ہمارے باہمی تعلقات بدستور قائم ہیں۔ میرا رویہ ہمیشہ تعاون کا رہے گا۔ اور سعودی عرب کو کسی بھی قسم کا براہ راست خطرہ امریکی مفادات کو خطرہ متصور ہو گا۔"

یمن میں سعودی عرب کی حمایت سے برپا ہونے والی بغاوت کچلی جا چکی ہے۔ اور اب سعودیوں کو اپنے سرپرست امریکہ کی حمایت کے بارے میں شبہات لاحق ہو گئے ہیں۔ کیونکہ امریکہ نے یمن کی جنگ میں غیر جانبداری اختیار کی تھی۔ جس کا صاف مطلب یہی تھا کہ وہ باغیوں کی حمایت نہیں کر رہا۔ امریکہ قوت کے ذریعے یمن کی تقسیم کے مخالف تھا اور اسے سعودی عرب کی طرف سے باغیوں کی حمایت پر تشویش تھی۔

سعودی عرب نے پہلے تو چاہا کہ صدر امریکہ کے نیشنل سیکیورٹی ایڈوائزر مسٹر انتھونی لیک سعودی عرب کا دورہ کریں۔ لیکن جب یہ ممکن نہ ہو سکا تو صدر کلنٹن کے سابق چیف آف سٹاف میک لارٹی کا دورہ رکھوایا گیا کیونکہ وہ صدر کلنٹن کے بہت قریب تھے۔

مسٹر میک لارٹی سے ملاقات کے دوران امریکیوں کو تعجب ہوا کہ شاہ فہد کا رویہ یمن کے فاتح صدر علی صالح کے ساتھ بدل چکا ہے اب وہ یمن سے مفاہمانہ پالیسی پر عمل پیرا تھے۔ یہ نظریہ بعد ازاں یمن کی قیادت کو بھی پہنچا دیا گیا۔ سعودی عرب نے فیصلہ کیا کہ اب یمن کے علیحدگی پسندوں کی حمایت جاری رکھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔ اور اب وہ علیحدگی پسندوں کو سعودی عرب میں کوئی فوجی امداد نہیں دیں گے۔

سعودی عرب کی مالی پالیسیاں امریکہ میں افراط زر پر بھی اثر انداز ہوتی ہیں چنانچہ سعودی عرب نے اس دہائی کے اختتام تک ٣٠۔ ارب ڈالر کا اسلحہ اور ٦ ارب ڈالر کے کمرشل طیارے خریدنے کا آرڈر دے دیا۔

☆○☆

بقیہ صفحہ ۵

لگیں تو انہوں نے کہا کہ مجھے کوئی کام بتائیے کہ میں آپ سب کے لئے کچھ کر سکوں۔ میں نے گزارش کی کہ تین چار دن آپ کے ساتھ گھومے پھرے ہیں اب ہم اس کا معاوضہ تو نہیں لینا چاہتے ہم آپ کو کوئی کام نہیں بتائیں گے۔ کہنے لگے نہیں ضرور بتائیے۔ جب انہوں نے اصرار کیا تو میں نے ان سے صرف اتنا کہا کہ یہ عجیب بات ہے کہ آپ ہمارے آئیڈنٹٹی کارڈ نہیں بناتے یا ہمیں آسانی سے ویزے نہیں دیتے حالانکہ جہاں تک آئیڈنٹٹی کارڈ کا تعلق ہے میں نے سنا ہے۔ کراچی میں یہ باقاعدہ بک رہے ہیں۔ آپ بنوالیں آپ کتنے کارڈ بنوانا چاہتے ہیں۔ یہ باتیں ہو رہی تھیں تو میں نے ان سے کہا بات یہ ہے کہ آپ کا حق یہ نہیں ہے کہ آپ مجھے بتائیں کہ میں کیا ہوں۔ بلکہ میرا یہ حق ہے کہ میں آپ کو بتاؤں کہ میں کیا ہوں۔ میٹنگ برخواست ہو گئی۔ میں گھر واپس آیا تو مجھے خیال آیا کہ اسی خیال پر ایک نظم ہو جانی چاہئے۔ چنانچہ سونے سے پہلے میں نے انگریزی زبان میں ایک نظم کہی What am I کہ میں کیا ہوں اور اس کے بعد پھر خدا کے فضل سے انگریزی نظموں کا ایسا ریلا آیا کہ میں نے وہاں کے قیام کے دوران تقریباً ٥٠٠ خیالات کو نظم کیا اگرچہ وہ مختصر نظمیں ہیں۔ کوئی چار بند ہیں کوئی پانچ بند ہیں کوئی بلینک ورس ہے بہر حال ہر نظم ایک الگ خیال کو پیش کرتی ہے وہاں سے واپسی کے بعد میں نے کبھی کوئی انگریزی نظم نہیں کہی سوائے ایک دو کے جو مجھے بعض جماعتوں کے سوونیئر چھاپنے والوں نے کہا کہ انہیں انگریزی زبان میں ایک نظم چاہئے۔

غالباً ایک نظم کراچی کے سوونیئر کے لئے کہی گئی اور ایک نظم قادیان کے ایک سوونیئر کے لئے کہی گئی تھی۔ لیکن اس کے علاوہ میں نے کبھی کوئی انگریزی نظم نہیں کہی۔ بات یہ ہے کہ میں نظم کہنے کو اپنی مجبوری نہیں سمجھتا۔ میں نے اس سے قبل تعلیم الاسلام کالج میں ایک مضمون پڑھا تھا "میں شعر کس طرح کہتا ہوں" وہ مضمون تحریک جدید میں چھپا ہوا بھی ہے۔ میں شاعری کو اپنے کاندھوں پر اٹھائے نہیں پھرتا۔ نہ مجھے اپنا کوئی شعر یاد رہتا ہے نہ کبھی میں نے کوشش کی ہے کہ میں اِس طرح کی یا اُس طرح کی کوئی نظم کہوں۔ جب مجھے کوئی خیال نظم کرنے کے لئے ملتا ہے میں وہ نظم کر دیتا ہوں اور خدا کا فضل ہے کہ وہ جلد ہی نظم کے سانچے میں ڈھل جاتا ہے۔ میں اسے ضرورت تو سمجھتا ہوں لیکن اپنی مجبوری نہیں۔

میں نے اپنی پنجابی اور انگریزی نظموں کا پہلے اس لئے تذکرہ کیا ہے کہ یہ کم ہیں بلکہ بہت ہی کم ہیں۔

اب میں اپنی اردو شاعری کے متعلق کچھ کہنا چاہوں گا۔

اگرچہ میرے والد صاحب باقاعدہ شعر تو نہیں کہتے تھے۔ لیکن انہیں شعر کہنے کا ملکہ اللہ تعالیٰ نے عطا کر رکھا تھا۔ حسب ضرورت وہ شعر کہہ بھی لیتے تھے۔ گھر میں اکثر گنگنایا کرتے تھے۔ میری عمر اس وقت آٹھ نو سال کی ہو گی جب وہ شعر گنگنانے لگتے تو میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح شعر گنگنانے لگتا۔ والد صاحب کو یہ بات ناپسند تھی۔ چنانچہ وہ میری والدہ سے کہتے کہ "اسے روکا کرو جب میں شعر گنگناتا ہوں تو خاموشی ہونی چاہئے۔ اسے میرے ساتھ ساتھ شعر گنگنانے سے روکو" رک تو میں جاتا۔ لیکن بچے کا ارادہ کتنا پختہ ہو سکتا ہے کچھ دیر کے بعد وہ پھر شعر گنگناتے تو میں بھی ان کے ساتھ گنگنانے لگتا۔ بہر حال انہیں یہ بات پسند نہیں تھی چنانچہ میں نے بالآخر ان کے ساتھ شعر گنگنانے بند کر دیئے اور مجھے کبھی اس بات کا احساس نہ ہوا کہ میں شعر کو پسند کرتا ہوں اور اسے گنگنانا چاہتا ہوں حتیٰ کہ میری عمر بارہ تیرہ سال کی ہوئی تو مجھے ایسا محسوس ہوا کہ میں شعر کہہ سکتا ہوں میں نے ایک دو تین انچ کی کاپی بنالی اور اس پر ٹیڑھے میڑھے شعر لکھنے شروع کر دیئے ایک دن اباجی نے میرے سرہانے کے نیچے وہ کاپی دیکھ کر مجھ سے کہا کہ (اس وقت میں ساتویں جماعت میں تھا) آٹھویں جماعت پاس کر لو تو تمہیں بتائیں گے کہ شعر کیا ہوتا ہے اور کس طرح کہا جاتا ہے۔ آٹھویں تو میں نے پاس کر لی بلکہ اس کے بعد اور جماعتیں بھی پاس کر لیں لیکن اس بات کا بعد میں کبھی موقعہ نہ ملا کہ والد صاحب کے ساتھ شاعری کے متعلق کوئی گفتگو ہو۔ نہ میں نے پوچھا نہ انہوں نے بتایا۔ لیکن یہ ضرور ہوا کہ میں کئی سال تک کوئی ایک شعر بھی نہ کہہ سکا۔ میٹرک کا امتحان پاس کر لیا۔ اسلامیہ کالج لاہور میں داخل ہو گیا اس وقت تک بھی میں نے کوئی شعر نہیں کہا تھا۔ البتہ جب میں نے اسلامیہ کالج لاہور میں اپنے ماحول کی طرف نظر دوڑائی تو مجھے یوں محسوس ہوا کہ میرے اندر بھی ایک شاعر موجود ہے۔ گاہے گاہے میں نے شعر کہنے شروع کئے۔ اور چپکے سے اخبارات کے لیٹر بکس میں ڈال آتا رہا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ ان دنوں بعض روزناموں میں ہفتہ وار مشاعرے شائع ہوا کرتے تھے۔ ان مشاعروں میں بعض اوقات میرے اشعار بھی شامل ہوتے تھے۔ یا بعض ہفتہ وار اخبار تھے

جن میں میری نظمیں چھپ جایا کرتی تھیں۔ ان کے علاوہ ایک ماہوار رسالہ بیسویں صدی تھا جس نے مسلسل ایک لمبے عرصے تک میری نظمیں شائع کیں۔ اس میں میری نظمیں بھی ہیں۔ غزلیں بھی ہیں اور گیت بھی۔ جن کا ریکارڈ میرے پاس محفوظ نہیں۔ اس کے بعد میں قادیان واپس چلا گیا اور وہاں جا کر مجھے دینی نظمیں کہنے کی طرف توجہ پیدا ہوئی چنانچہ میری ایک نظم جو اپنی ایک مخالف جماعت کے مرثیہ کے طور پر لکھی گئی تھی وہ ہفتہ وار فاروق کے ٹائٹل کے اندرونی پورے صفحہ پر شائع ہوئی میں تو وہ نظم کسی کو دکھانا نہیں چاہتا تھا حتیٰ کہ فاروق کے ایڈیٹر حضرت میر قاسم علی صاحب کو بھی میں نے وہ نظم اس طرح پہنچائی کہ میں فجر کی نماز کے بعد ان کے دفتر کے دروازے تک پہنچا اور دروازے کے نیچے سے میں نے وہ نظم اندر دھکیل دی۔ اگلے ہفتے میں نے دیکھا کہ وہ نظم پوری کی پوری سارے صفحے پر چھپ گئی ہے یہ ۱۹۳۶ء کی بات ہے۔ اس کے بعد ان دنوں فاروق میں میری ایک نظم مولانا ظفر علی خان کی ایک نظم کے جواب میں چھپی۔ ایک اور نظم شائع ہوئی جو احمدی نوجوانوں سے خطاب تھا۔ اور اسی طرح بعض نظمیں الفضل میں بھی شائع ہوئیں۔

قادیان سے جو رسالہ المبشر ہم نے شائع کرنا شروع کیا تھا اس میں میری ایک نظم شائع ہوئی "اٹھو نوجوانو اٹھو نوجوانو" یہ نظم صبح کے وقت نوجوانوں کو نماز کے لئے جگانے کے واسطے کافی دیر تک پڑھی جاتی رہی۔ محلوں میں بچے گھومتے پھرتے تھے۔ اور یہ نظم پڑھ کر نوجوانوں کو یا بچوں کو نماز کے لئے جگاتے تھے۔

یہ ۱۹۳۸ء کی بات ہے۔ ۱۹۳۸ء میں رام سکھ داس کالج فیروز پور میں بی۔اے کے لئے داخل ہو گیا وہاں پر مجھے خاصا موقعہ ملا کہ میں اپنی نظمیں مختلف اخبارات میں چھپواؤں۔ سب سے زیادہ فاضلکا میں چھپنے والے ایک اخبار میں میری نظمیں چھپتی رہیں وہاں پر اکثر پورے پورے صفحے کی نظمیں چھپیں۔ ۱۹۴۰ء میں میں نے بی۔اے کا امتحان پاس کیا اس وقت تک میں ایک چھوٹے سے حلقے میں بطور شعر کہنے والے کے معروف ہو چکا تھا۔ اس کے بعد مجھے دہلی جانے کا موقع ملا۔ وہاں پر نواب خواجہ محمد شفیع صاحب ہر ہفتے ایک محفل سجایا کرتے تھے جس میں خاصی تعداد میں اچھے اچھے شعراء اور افسانہ نویس شرکت کرتے تھے۔ چنانچہ میں نے اور میرے جگری دوست محترم عبدالسلام صاحب اختر نے بھی اس مجلس میں شرکت کا فیصلہ کیا۔ اور ہم ایک لمبے عرصے تک اس مجلس میں شرکت کرتے رہے۔ وہاں پر بہت سے اچھے شاعروں سے ملاقات ہوئی اور بہت سے ایسے شاعروں سے بھی جو اگرچہ اس وقت تو کم عمر تھے لیکن بعد میں بہت اچھے شاعر بن گئے ان میں سے دو خاص طور پر قابل ذکر ہیں ایک جمیل الدین عالی اور دوسرے اختر الایمان جو آج کل ہندوستان میں ہیں خمار بارہ بنکوی' سرور بارہ بنکوی' شکیل بدایونی' ساغر نظامی اور ایک اور بہت اچھے شاعر حیرت دہلوی وہاں تشریف لایا کرتے تھے۔ اس وقت سب کے نام تو یاد نہیں آسکتے لیکن تاثر ضرور ہے کہ بہت اچھے اچھے شاعر وہاں شرکت کے لئے تشریف لاتے تھے۔ بلکہ دہلی سے باہر کسی شہر سے کوئی اچھا شاعر دہلی آتا تھا تو وہ اس مجلس میں شرکت کو اپنے لئے فخر کا باعث سمجھتا تھا۔ بعض دلچسپیاں بھی سامنے آتی تھیں۔ ایک بزرگ شاعر جو درحقیقت شاعر تو نہیں تھے۔ لیکن شعر کہنے کی کوشش کرتے تھے اور ٹوٹے پھوٹے اشعار سنا کر بڑا خوش ہوا کرتے تھے۔ نواب خواجہ محمد شفیع صاحب نے ایک دن یہ تجویز پیش کی کہ ان صاحب کی مرزا غالب کے مزار پر دستار بندی کی جائے۔ اور یہ دستار بندی کی گئی۔ بعض اوقات ایسا ہوتا تھا کہ ان سے شعر سننے کے لئے خواجہ صاحب انہیں فرماتے کہ ایسا کریں کہ شعر سنانے سے پہلے چار بیٹھکیں نکالیں۔ وہ بزرگی کے باوجود بیٹھکیں نکالتے تھے اور اپنے شعر سناتے تھے۔ مجلس کے ماتحت ایک بہت بڑا مشاعرہ منعقد کیا گیا سٹیج پر میں جوش ملیح آبادی کے بالکل قریب بیٹھا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک بوتل رکھی ہے اور وہ گاہے گاہے اس میں سے ایک دو گھونٹ پی رہے ہیں۔ میں نے تو کبھی شراب کی بوتل دیکھی ہی نہیں تھی۔ میں تو یہ نہ سمجھ سکا کہ وہ شراب کی بوتل ہے لیکن بعد میں مجھے بتایا گیا کہ جوش صاحب ایسے موقعوں پر شعر سناتے ہیں تو ساتھ ہی ساتھ شراب بھی پیتے ہیں۔ خدا جانے یہ بات کہاں تک درست ہے میں اپنی طرف سے اس کے متعلق کچھ نہیں کہتا۔

لاہور کے ایک ماہنامے غالباً نیرنگ خیال یا خیام (ان دونوں میں سے کوئی ایک تھا) اس کا ایک پورا نمبر اس طرح شائع کیا گیا کہ خواجہ صاحب کی مجلس کے تمام شعراء کی نظمیں درج کی گئیں اس نمبر میں میری بھی ایک نظم درج ہے۔

بقیہ صفحہ ۴

موصوف' حضرت منشی اروڑا خان صاحب حضرت منشی محمد خان صاحب آف کپورتھلہ اور حضرت مولوی عبداللہ سنوری صاحب کے اخلاص وفدائیت کا تفصیلی ذکر کیا اور فرمایا وہ لوگ جنہوں نے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ابتدائی زمانہ میں خدمات کی ہیں ایسی ہستیاں ہیں کہ جو دنیا کے لئے تعویذ اور حفاظت کا ذریعہ ہیں۔ (-) یہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ بڑے لیکچرار ہوں۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ خطیب ہوں یہ ضروری نہیں کہ ایسے لوگ پھر پھر کر لوگوں کو (دعوت الی اللہ) کرنے والے ہوں ان کا وجود ہی لوگوں کے لئے رحمتوں اور برکتوں کا موجب ہوتا ہے۔

خطبہ کے آخر میں احباب کو نصیحت کرتے ہوئے فرمایا۔

"ان لوگوں کی قدر کرو۔ ان کے نقشِ قدم پر چلو"

نماز جمعہ کے بعد حضرت صاحب نے تمام حاضرین سمیت حضرت منشی ظفر احمد صاحب کا جنازہ غائب پڑھایا۔

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را۔

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم صوبیدار صلاح الدین صاحب گول بازار ربوہ کی بائیں آنکھ کا کالا موتیا کا اپریشن ۱۹۔ ستمبر کو خدا تعالیٰ کے فضل سے کامیاب ہوا ہے۔ اب اکتوبر کے پہلے ہفتہ میں دائیں آنکھ کا کالا موتیا کا اپریشن (اللہ تعالیٰ نے چاہا تو) ہو گا۔ اس کے بعد کچھ لمبے وقفہ کے بعد دونوں آنکھوں کا باری باری سفید موتیا کا اپریشن ہو گا۔

احباب سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

○ مکرم چوہدری محمد رفیق ناطق صدر جماعت چک نمبر 93/6R ضلع بہاولنگر بوجہ کینسر شدید بیمار ہیں اور فوجی ہسپتال واہ کینٹ میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

○ مکرم چوہدری محمد یوسف صاحب ناصر (واقف زندگی) بوجہ بندش پیشاب بیمار ہیں اور فضل عمر ہسپتال میں داخل ہیں۔ احباب سے کامل صحتیابی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ محترمہ طاہرہ ناز صاحبہ فضل عمر ہسپتال میں زیر علاج ہیں۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا فرمائے۔

○ مکرم سیف اللہ وڑائچ صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی والدہ صاحبہ جگر میں خرابی کے باعث سخت بیمار ہیں اور رانمول ہسپتال لاہور میں زیر علاج ہیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترم کرنل (ریٹائرڈ) عزیز احمد صاحب (ابن حضرت مولوی عبدالرحمان صاحب) جو کہ حضرت مولوی حافظ فضل دین صاحب آف کھاریاں (رفیق حضرت بانی سلسلہ احمدیہ) کے سب سے بڑے پوتے تھے مورخہ ۱۶۔ ستمبر ۱۹۹۴ء کو شدید ہارٹ اٹیک کے نتیجہ میں انتقال فرما گئے آپ کی عمر ۷۳ سال تھی۔ آپ نے بہت فعال زندگی گزاری اور کئی سال تک پنجاب کلب کے سیکرٹری کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ ۱۶ ستمبر کو ہی بعد نماز عصر احمدیہ قبرستان کھاریاں میں تدفین ہوئی۔ نماز جنازہ مکرم صوفی نور داد صاحب نے پڑھائی۔

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔

اعلان دار القضاء

○ (محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ بابت ترکہ سردار بیگم صاحبہ)

محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے درخواست دی ہے کہ میری والدہ محترمہ سردار بیگم صاحبہ بیوہ ماسٹر محمد عظیم صاحب 22/12-A محلہ دارالیمن ربوہ، قضائے الٰہی وفات پا گئی ہیں۔ ان کے نام پلاٹ 22/12 برقبہ دس مرلے محلہ دارالیمن الاٹ شدہ ہے۔ لہٰذا ان کا پلاٹ میرے نام منتقل کر دیا جائے۔ دوسرے وارث کو اس پر کوئی اعتراض نہ ہے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے۔

۱۔ مکرم محمد اسلم صاحب (بیٹا)
۲۔ محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ (بیٹی)

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دار القضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دار القضاء۔ ربوہ)

شعبہ تاریخ احمدیت کا فون نمبر

○ دفتر شعبہ تاریخ احمدیت (خلافت لائبریری ربوہ) کا ٹیلی فون نمبر 211902 ہے۔

(انچارج دفتر شعبہ تاریخ احمدیت)

خبریں

ربوہ : یکم۔ اکتوبر۔1994ء
دن کو گرمی رات کو سردی ہوتی ہے۔
درجہ حرارت کم از کم 21 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 34 درجے سنٹی گریڈ

○ جمعرات ۲۹۔ ستمبر کو اپوزیشن کی طرف سے جلسے اور جلوسوں کی اپیل کے نتیجے میں متعدد شہروں میں چھوٹے بڑے اجتماعات ہوئے اور جلوس نکالے گئے۔ کراچی میں نواز شریف خود پہنچے تو حکومت سندھ نے ان کی سندھ بدری کا حکم منسوخ کر دیا۔ اور صوبے سے دفعہ ۱۴۴ اٹھالی گئی۔ نواز شریف نے جلسے سے خطاب کیا۔ اور جلوس نکالا گیا لاہور میں شیخ رشید نے مسلم مسجد لوہاری سے داتا دربار تک جلوس نکالا۔ ملتان میں چوہدری شجاعت حسین اور گوجرانوالا میں گوہر ایوب نے جلسوں سے خطاب کیا۔

○ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپوزیشن کے یوم احتجاج کے بعد پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے کہا مختلف شہروں میں نکلنے والے جلوسوں میں عوام کی تعداد چند سو سے ہزار ڈیڑھ ہزار تک تھی لاہور میں بھی ۳۔ ۴ ہزار سے زائد کا جلوس نہیں تھا۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن کی تحریک کا ڈراپ سین ہو گیا ہے۔ عوام کو نواز شریف کی منفی سیاست سے نجات مل گئی ہے۔ سیاسی خودکشی کے پیچھے ان کی غیر جمہوری سوچ اور جلد بازی کار فرما ہے۔ ان کے ساتھی ان کے ساتھ چھوڑنے پر مجبور ہو رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ لوگ کھلی چھٹی دینے سے عیاں ہو گئے ہیں۔ وہ استعفوں کی بات کرتے ہیں۔ تحریک کو عوام میں پذیرائی نہیں ملی تو اسمبلیوں کا اس میں کیا قصور ہے؟۔

○ اپوزیشن کی طرف سے یوم احتجاج کے روز ملک بھر میں امن رہا کہیں سے ناخوشگوار واقعے کی خبر نہیں ملی۔ سندھ پنجاب سرحد میں صوبائی حکومتوں نے جلسے جلوسوں میں کوئی مداخلت نہیں کی۔

○ سیاسی مبصرین کا اندازہ ہے کہ پنجاب میں وزیر اعلیٰ منظور احمد وٹو کی سیاسی حکمت عملی نے اپوزیشن کی بساط الٹ کر رکھ دی۔ اپوزیشن متوقع سٹریٹ پاور کا مظاہرہ نہ کر سکی۔ اپوزیشن ان علاقوں میں بھی طاقت کا مظاہرہ کرنے میں ناکام رہی جہاں عام انتخابات میں کامیابی حاصل کی تھی۔ کراچی اور لاہور کے جلسے مایوس کن تھے۔ فوج غیر جانبدار رہے اور حکومت مضبوط نظر آتی ہے۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے حکومت کے خاتمے کے لئے تمام سیاسی و مذہبی جماعتوں سے تعاون کی اپیل کر دی ہے۔ انہوں نے کہا حکمران اقتدار کے نشے میں ہیں وہ دیکھ لیں آج پورا پاکستان نواز شریف کے ساتھ ہے بزدل انتظامیہ ہمیں ڈرا نہیں سکتی۔ عوام اس حکومت کا بھرکس نکال دیں گے۔ یہ جیتی جاگتی قوم ہے جس نے یہ فیصلہ کر لیا ہے کہ یہ حکومت نہیں چاہئے۔ عوام اس کا تختہ الٹ دیں گے۔ بے نظیر اس ملک اور عوام کے لئے خطرہ بن چکی ہیں معاشی طور پر اس ملک کا گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ مسٹر نواز شریف نے یہ باتیں کراچی میں ریگل چوک میں احتجاجی جلسے سے خطاب کرتے ہوئیں کہیں۔

○ قائد حزب اختلاف مسٹر نواز شریف نے یوم احتجاج میں شرکت کے لئے کراچی روانہ ہونے سے قبل لاہور میں کہا کہ عوام نے اپنا رد عمل ظاہر کر دیا ہے حکمران اپنے انجام تک پہنچ کر رہیں گے۔

○ مختلف اپوزیشن رہنماؤں نے اپوزیشن کے یوم احتجاج کو کامیاب قرار دیا ہے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ یہ کہنا قبل از وقت ہو گا کہ نواز شریف بے نظیر کو ہٹا دیں گے۔ حکومت کے خاتمہ کے نعروں میں صرف نواز شریف کے حامیوں کے لئے دلچسپی ہے عام آدمی کے لئے یہ کافی نہیں ہے۔ بی بی سی کے مبصر نے کہا ہے کہ سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا نواز شریف اس حکومت کے خاتمہ کے لئے دباؤ بڑھانے کی غرض سے عوام کو متحرک کر لیں گے؟

○ جمعہ کے روز کراچی میں فائرنگ تشدد اور پتھراؤ کے واقعات سے ۳۔ افراد ہلاک ہو گئے۔ چھ گاڑیاں نذر آتش کر دی گئیں چھ بسوں کو اغوا کر کے ان کے شیشے توڑ دیئے گئے۔ ائرپورٹ پر پتھراؤ سے متعدد گاڑیوں کو نقصان پہنچا۔ تشدد کے واقعات کورنگی زمان ٹاؤن' ناظم آباد' انڈسٹریل ایریا اور سٹیل ٹاؤن میں ہوئے۔ بسوں کو اغوا کرنے والوں کے بارے میں پتہ نہیں چل سکا کہ کون لوگ تھے۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد احمد خان کھرل نے کہا ہے کہ اپوزیشن کے متعدد ارکان ہمارے ساتھ چلنا چاہتے ہیں۔ ان کے نام ظاہر نہیں کریں گے۔ کیونکہ پھر اپوزیشن ہارس ٹریڈنگ کا الزام دے گی۔ اپوزیشن کے پاس اتنی طاقت نہیں کہ وہ اپنے ارکان سے استعفے لے سکے۔ انہوں نے کہا کہ اپوزیشن بغیر کسی ایشو کے چل رہی ہے۔ عوام بھی پاگل نہیں ہیں۔

○ ۲۹۔ ستمبر کے یوم احتجاج کے بعد اپوزیشن اپنے لائحہ عمل کا اعلان کرے گی۔ اپوزیشن رہنماؤں نے ۵ گھنٹے تک مختلف تجاویز پر غور کیا اور تبادلہ خیال کے بعد اجلاس ملتوی کر دیا گیا۔ مجوزہ منصوبوں میں پہیہ جام ہڑتال' سول نافرمانی' دھرنا سکیم اور اسلام آباد مارچ جیسے منصوبے شامل ہیں۔

○ گورنر پنجاب مسٹر الطاف حسین اپنے علاج کے بعد واپس پہنچ گئے ہیں انہوں نے لاہور میں وزیر اعلیٰ سے بند کمرے میں طویل صلاح و مشورہ کیا۔ گورنر نے تحریک کو اچھے طریق سے ہینڈل کرنے پر وزیر اعلیٰ کو مبارک بادی۔ گورنر الطاف نے کہا کہ اپوزیشن نے ابھی حکومت کا صبر دیکھا ہے غضب نہیں۔ جب حکومت کا غضب دیکھے گی تو تحریک کبھی یاد نہیں آئے گی۔ ہماری اعلیٰ ظرفی کو کمزوری نہ سمجھا جائے ورنہ غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔

○ وزیر اطلاعات مسٹر خالد کھرل نے کہا ہے کہ امریکہ سے معاہدہ کے باوجود واپڈا موجودہ ریٹ پر ہی عوام کو بجلی فراہم کرے گا۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف ضد چھوڑیں اور اسمبلیوں میں واپس آ جائیں عوام نے ۲۹۔ ستمبر کو انہیں بتا دیا ہے کہ وہ شور شرابے سے تنگ آ چکے ہیں۔

○ اے این پی کی لیڈر بیگم نسیم ولی خان نے کہا ہے کہ اگر بے نظیر بھٹو پہل نہ کرتیں تو ہم بھی آرام سے بیٹھے رہتے۔ انہوں نے کہا کہ میں نجومی نہیں ہوں کہ بتا سکوں کہ حکومت چلی گئی تو ہماری حکومت آ جائے گی۔

○ اپوزیشن لیڈر چوہدری شجاعت حسین نے کہا ہے کہ اگر نواز شریف کو وزیر اعظم بنا دیا جائے تو قومی حکومت کی تجویز منظور ہے۔ انہوں نے کہا کہ حکومت سے کسی قیمت پر مصالحت نہیں ہو سکتی۔ حکومت کے خاتمہ تک تحریک جاری رہے گی۔ تبدیلی آنی چاہئے خواہ ایوان کے اندر سے آئے یا نئے انتخابات کے ذریعے آئے۔ انہوں نے کہا موجودہ سیاسی بحران کا حل یہ ہے کہ حکومت فوری طور پر مستعفی ہو جائے۔ اور نئے انتخابات کرائے جائیں۔

○ بحرین سات ہزار پاکستانیوں کو پولیس میں بھرتی کرے گا۔ انگریزی کے اساتذہ بھی بھجوائے جائیں گے۔

○ سپاہ صحابہ کے اعظم طارق نے کہا ہے کہ نواز شریف کے مظاہروں سے نتائج بر آمد ہونے میں کافی وقت لگے گا۔

○ ملتان میں سپاہ صحابہ اور پولیس کے تصادم میں مولانا فاروقی سمیت ۵۰۔ سے زائد افراد گرفتار کر لئے گئے۔ پولیس نے لاٹھی چارج اور آنسو گیس کی مدد سے مظاہرین کو منتشر کر دیا آنکھ مچولی رات گئے تک جاری رہی۔ مولانا فاروقی کی رہائی کے لئے تھانے کے سامنے کارکن دھرنا مار کر بیٹھ گئے۔

○ سندھ طاعون کا شکار ہو سکتا ہے۔ سینکڑوں بھارتی طاعون سے ڈر کر تھر میں داخل ہو گئے ہیں۔ حال ہی میں سندھ کے ہمسایہ بھارتی صوبے راجستھان میں طاعون کے مریضوں کی خبریں ملی ہیں۔

مفید اور مؤثر دوائیں
زکام اور گلے کی خرابی کا بروقت مفید اور مؤثر علاج
قند شفاء
حب سعال
جوشاندے کا انسٹنٹ پوڈر قیمت 12/- فی ڈبہ
کھانسی اور گلے کی خرابی کیلئے چوسنے کی گولیاں قیمت 10/- فی ڈبی
بیماری نہ ہو تو پیش بندی کے طور پر بھی استعمال کی جا سکتی ہے
مینیجر خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ ربوہ
فون 211538

ہومیو پیتھک کتب و ادویات
دنیا بھر میں کہیں بھی درکار ہوں تو ہم ڈاک خرچ کے ساتھ آپ کو بھجوا سکتے ہیں۔ مثلاً
• جرمن و پاکستانی پوٹنسیاں • جرمن و پاکستانی بائیو کیمک • جرمن و پاکستانی مدر ٹنکچرز
• جرمن پیٹنٹ ادویات • ہر قسم کی ٹکیاں و گولیاں • خالی کیپسولز • شوگر آف ملک
• خالی شیشیاں و ڈراپرز •
• اردو ہومیو کتب میں خصوصاً ڈاکٹر عابد حسین صاحب کی ابتدائی چار کتب کا سیٹ %۱۵ خصوصی رعائت کے ساتھ۔ یہ سیٹ مبتدیوں کیلئے عام فہم اور آسان ہے اور پرانے ہومیو پیتھس کیلئے جامع اور فکر انگیز ہے۔
• ڈاکٹر محمد مسعود قریشی صاحب کی بائیو کیمسٹری اور تحقیق الادویہ ڈاکٹر کینٹ کی ہومیو پیتھک فلسفہ' اسی طرح ڈاکٹر کلارک کی THE PRESCRIBER اور ڈاکٹر بورک کی METERIA MEDICA WITH REPERTORY انگلش میں وغیرہ
کیور ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی گولبازار ربوہ
فون: 04524-771
04524-211283
فیکس 92-04524-212299